ہم بھی تو پڑے ہیں راہ میں!

توفیق بٹ

10 نومبر 2004 روزنامہ پاکستان

شاہ جمال کالونی لاہور کی مسجد میں ایک بیوہ خاتون نے اپنی دکھ بھری کہانی سنائی تو آنکھوں سے ایک سمندر اُمڈ آیا۔ جنت بی بی بڑے حوصلے سے اپنی کہانی سنا رہی تھی مگر پھر وہ بھی ضبط نہ کر سکی!

چھلک پڑیں میری آنکھیں کہ درد گہرا تھا
نہ جانے کب سے یہ پانی یہاں پہ ٹھہرا تھا

تین ماہ قبل سے اپنے بچوں کے واحد سہارے نے شدید بیماری کے باعث علاج کی خاطر کسی ظالم سے بیس ہزار روپے بطور قرض لیے جس پر دو ہزار روپے ماہوار سود طے ہوا۔ تین ماہ تک تو یہ بیوہ عورت محنت مزدوری کر کے اپنے بچوں کو بھوکا سلا کر کسی نہ کسی طرح سود کی رقم ادا کرتی رہی، ایک روز اس کی ہمت جواب دینے لگی اور اس کی بیماری میں مزید شدت آ گئی کہ وہ کبھی بھی یہ رقم یکمشت ادا نہ کر سکے گی۔ جبکہ قرضہ دینے والے نے بنیادی شرط یہی رکھی تھی کہ رقم اسے یکمشت ہی ادا کرنا پڑے گی۔ ایک روز جنت بی بی رات کو اٹھی اور رو رو کر گڑگڑا کر اپنے اللہ سے دعا مانگی کہ وہ اس ضمن میں اس کے لیے کچھ آسانیاں پیدا کرے۔ اگلے روز اللہ سے حضرت شاہ جمالؒ کی سفارش کروانے کے لیے ان کے مزار پر گئی تو واپسی پر راستے میں اخوت کا بورڈ لگا دیکھا۔ کسی اللہ والے نے تفصیل بتائی کہ یہ ادارہ غریبوں، یتیموں اور بیواؤں کو بلا سود قرضے فراہم کرتا ہے۔ اسے یوں لگا جیسے اس کی دعاؤں کی قبولیت کا وقت آ گیا ہو۔ اس نے فوری طور پر اس ادارے (اخوت) سے رابطہ کیا جس کے نتیجے کے طور پر آج یہ دکھی خاتون مسجد شاہ جمال میں بیٹھی بیس ہزار روپے کا چیک وصول کرتے ہوئے ایک کاغذ پر آنسوؤں کے دستخط فرما رہی تھی۔

قارئین یہ تو ایک واقعہ ہے مگر میرے پاس اس طرح کی اور بھی بہت سی کہانیاں موجود ہیں۔ پاکستان میں بہت سے ایسے ادارے ہیں جو زکوٰۃ حاصل کرنے کے لیے بھرپور تشہیری مہم چلاتے ہیں۔ یہ ادارے خلق خدمت بھی کرتے ہوں گے مگر ان کے مقابلے میں وہ ادارے بہت ہی

لائق تحسین ہیں جو ایک ہاتھ سے دیں تو دوسرے کو خبر نہیں ہوتی۔''اخوت'' ایک ایسا ہی فلاحی ادارہ ہے۔تقریباً دو سال قبل چند خدا ترس بیوروکریٹس نے مل کر اس کی بنیاد رکھی جس پر آج ایک ایسی عمارت تعمیر ہو چکی ہے جو جنت میں بنے ہوئے ایک گھر کی طرح معلوم ہوتی ہے۔ملک کے ممتاز سفر نامہ نگار، دانشور سابق بیوروکریٹ ڈاکٹر امجد ثاقب اس ادارے کے سربراہ ہیں۔یہ نہیں کہ ان کی عمر ساٹھ سال سے زیادہ ہے بلکہ انہوں نے انسانیت کی بھلائی کیلئے اپنی زندگی وقف کرنے کا فیصلہ کیا تو اس مقصد میں آڑے آنے والی افسری کو تیری دوٹکیاں دی نوکری، میرا لاکھوں کا ساون جائے کے مصداق وقت سے بہت پہلے خیر باد کہہ کر اپنی پوری توجہ ایسے کاموں پر مرکوز کر دی جن سے ایک طرف تو انسانوں کا بھلا ہونے لگا اور دوسری طرف معاشرے میں یہ احساس بیدار ہوا کہ زندگی دوسروں کے لیے جینے کا نام ہے۔ڈاکٹر امجد ثاقب نے اپنی سانسیں دوسروں کے لیے وقف کر کے ایک ایسے سسٹم کو آکسیجن فراہم کی ہے جس کے تحت انسانوں میں اپنی مدد آپ کا جذبہ ایک بار پھر سے جیتا جاگتا ہوا محسوس ہونے لگا ہے۔

ادارہ اخوت اب تک صرف لاہور میں چوبیس سو کے قریب غریبوں، یتیموں اور بیواؤں کو اڑھائی کروڑ روپے کے بلا سود قرضے جاری کر چکا ہے۔خوشی کا مقام یہ ہے کہ غربت کے ہاتھوں تنگ آ کر خودکشیوں کے ارادے بنانے والے تمام خواتین وحضرات یہ قرضے حاصل کر کے اپنے اپنے پاؤں پر کھڑے ہو چکے یا کھڑے ہونے کی بھرپور کوششیں کر رہے ہیں۔حیرانی کی بات یہ ہے کہ قرض حاصل کرنے والے ہر ماہ اپنے قرض کی قسط ادا کرنے میں کوئی کوتاہی نہیں کرتے۔اس ضمن میں پوری ذمہ داری کا مظاہرہ کیا جاتا ہے۔اس کی وجہ شاید یہ ہے کہ قرضہ دینے کے تمام معاملات مسجد میں طے پاتے ہیں۔اخوت والوں نے اللہ کے گھروں کو صحیح استعمال کا طریقہ ڈھونڈ لیا اور اپنے دلوں میں بھی اللہ کے گھر تعمیر کر لیے، اللہ انہیں جزائے خیر دے!